

## ریٹائرمنٹ کے بعد!

سرکاری ملازمت درجہ اچھی چیز ہے۔ مگر اکثریت یہ نکتہ فراموش کر ڈالتی ہے کہ مرد جو قوانین کے مطابق سالہ سال کی عمر میں اس کا نظری اختتام ہو جاتا ہے۔ کسی بھی سطح کے سرکاری عمال کے لئے ریٹائرمنٹ ایک حد درجہ اہم موڑ ہوتی ہے۔ اسے نوکری میں آنے سے بھی اہم سمجھنا چاہیے۔ اس لئے بھی کہ سالہ دہائیوں کا انسان حد درجہ ہنی پختگی کا حامل ہوتا ہے۔ اسے تجزیہ اور تجربہ کی وہ استطاعت حاصل ہوتی ہے جو ہر خاص و عام کے پاس ہر گز ہرگز نہیں ہوتی۔ زندگی کے نشیب و فراز کی بھٹی میں ریٹائرمنٹ تک کندن بن چکا ہوتا ہے۔ جس دن کوئی بھی سرکار کا کارندہ اپنے گھر واپس جاتا ہے۔ تھوڑے عرصے کے بعد محسوس ہوتا ہے کہ وہ ایک عضو معطل بن چکا ہے۔ اس سے کسی کوئی بھی دلچسپی نہیں۔ اولاد پنی تیئیں مصروف ہوتی ہے۔ لہذا اس ریٹائرڈ بندے کے ذہن میں مایوسی جنم لینا شروع کر دیتی ہے۔ فراغت اسے کام کو دوڑتی ہے۔ یہ وہ مقام ہے جہاں اسے اپنی بقیہ زندگی کے اہم ترین فیصلے کرنے ہوتے ہیں۔ اس دورا ہے پہر طرح کی سوچ اس کو ڈرارہی ہوتی ہے۔ بڑے بڑے مضبوط اعصاب کے بندے ہمت ہار جاتے ہیں۔ ایک راستہ تو یہ ہے کہ آپ یہ سوچیں، کہ بس اب زندگی کے تمام دروازے مجھ پر بند ہو چکے ہیں۔ اب میں کسی کام کا نہیں رہا۔ لہذا اس اب موت کا انتظار کرنا چاہیے۔ یہ عمل اکثریت میں ریٹائرڈ افراد کا ہوتا ہے۔ وہ یہ فراموش کر ڈالتے ہیں کہ مکمل فرصت میں، موت کا وہ انتظار نہیں کر رہے۔ بلکہ حقیقت اس کے الٹ ہے۔ موت ان کا انتظار کر رہی ہوتی ہے۔ وہ افراد جو کسی قسم کی مصروفیت نہیں رکھتے۔ دیکھنے میں آیا ہے کہ وہ بہت جلد زندگی کی قید سے آزاد ہو جاتے ہیں۔ اگر چند سال زندہ رہ بھی گئے تو مسجد پکڑ لیتے ہیں۔ نمازیں پڑھنا فرض ہیں۔ مگر یہ تو ایک فکری دینی اور جسمانی تربیت ہے۔ یہ توہرانی کو علمی زندگی کی راہ کی طرف گامزن کرتی ہے۔ اس کی صلاحیتوں کو جلاخشتی ہے۔ یہ کسی بھی انسان کو متحرک ہونے کا طریقہ بتاتی ہے۔ مگر ریٹائرڈ بندے اس کو وقت گزارنے کا چلن بناؤ لاتے ہیں۔ یعنی کچھ بھی نہیں کرتے۔ مگر مسجد کی طرف رخ کر لیتے ہیں۔ اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ لیکن اس کو محض مصروفیت کی حد تک رکھنا کچھ بہت زیادہ مناسب روئی نہیں ہے۔ بہر حال یہ لوگ ہر وقت پندرہ نصائح کرتے نظر آتے ہیں۔ لوگوں کو ہر وقت یہ جانتے رہتے ہیں کہ جب میں گورنمنٹ کی نوکری میں تھا تو کتنے بڑے کارنامے انجام دیتا تھا۔ لوگ بظاہر نہیں کچھ دیر کے لئے مجبوری میں سن لیتے ہیں۔ مگر تھوڑی مدت کے بعد ان کے بھی کافی ماضی کی عظمت کی جھوٹی سچی کہانیاں سن سن کر تنگ پڑ جاتے ہیں۔ یہ نہیں سوچتے کہ کسی کو بھی ان کی ماضی کی عظمت سے کسی قسم کی کوئی دلچسپی نہیں۔ یہ بھی نہیں گردانتے کہ ایک جیسے قصے وہ تواتر سے سنارہے ہیں۔ آہستہ آہستہ یہ لوگ اپنے آپ کو بوجھ سمجھنا شروع کر دیتے ہیں۔ قدرت کا قانون ہے کہ وہ کسی بوجھ کو بھی زیادہ دیر دھرتی پر موجود نہیں رہنے دیتی۔

ریٹائرمنٹ کے بعد اس کے ساتھ ساتھ ایک اور راستہ بھی ہے۔ اور وہ ہے کہ اپنی ذہنی پختگی کو استعمال کرتے ہوئے ایک مستند ذریعہ معاش اپنائے۔ کوئی نیا کاروبار کریں۔ اپنی جمع پونچی کو حقیقت پسندی سے استعمال کرتے ہوئے نئے روزگار کی طرف قدم بڑھائیں۔ یہ ایک فیصلہ ریٹائرمنٹ کے بعد ایک نئی اور بہتر زندگی کی طرف خوشنوار قدم ثابت ہوتا ہے۔ عرض کروزگار کے مستقبل کا ایک ایسا راستہ معلوم ہوگا جس میں اپنی حرثوں کو حقیقت بناسکتے ہیں۔ دعویٰ سے عرض کرتا ہوں۔ کہ اگر وہ جم کر کاروبار کرے تو خدا اس کے رزق میں اتنی وسعت دے گا جس کا سرکاری نوکری میں تصور بھی نہیں کر سکے۔ جائز دولت کے حصول کے ساتھ ساتھ اگر کوئی مشغله بھی اپنالیں تو سونے پر سہا گا ہو جائے گا۔ بلکہ پھلکی سی واک، کھانے پینے میں اختیاط ان کی عمر کو طوال ت بخشے گی۔ یقین فرمائیے۔ زندگی کا وہ لطف آئے گا جس کا تصور پہلے کرنا ناممکن نظر آتا تھا۔ طالب علم کے پاس بھی ریٹائرمنٹ کے بعد یہی دور استے تھے۔ دوسرا راستہ اپناتے ہوئے کاروبار شروع کر دیا۔ خدا نے غیب سے مد فرمائی۔ ہاں، ایک اور کام کیا۔ ایک بزرگ کے کہنے پر اپنے کمائے ہوئے سرمایہ میں اللہ کا حصہ بھی رکھ لیا۔ اس سے اپنی بساط کے مطابق، عام لوگوں میں آسانیاں تقسیم کرنا شروع کر دیں۔ اس کلیے سے میرے بنس میں نہ صرف برکت پڑ گئی۔ بلکہ کشادگی بڑھتی گئی۔ وہ گاڑی خریدی، جس کا سرکاری نوکری میں خواب بھی نہیں دیکھ سکتا تھا۔ بہر حال آج کل، کم از کم دس گھنٹے روزانہ کام کرتا ہوں اور حد درجہ مطمئن اور آسودہ زندگی بھر پور طریقے سے گزار رہا ہوں۔ یہ عرض کرنے کا مقصد صرف ایک ہے کہ زندگی کے مشکل ترین وقت میں کسی بھی ریٹائرڈ بندے کو راستہ چھنے میں دشواری نہ ہو۔ وہ بہتری کی طرف گامزن ہو جائے۔ ہاں۔ ایک اور بات کاروبار میں جو بھی منافع ہوتا ہے۔ اسے ایمان داری سے انکمپلیکس کے گوشواروں میں درج کرتا ہوں۔ ایک دن اکاؤنٹنٹ کہنے لگا کہ آپ پورا منافع کیوں دکھاتے ہیں۔ بہت زیادہ ٹیکس کیوں ادا کر رہے ہیں۔ مگر میں نے یہ طفلانہ مشورہ ماننے سے سو فیصد انکار کر دیا۔ الحمد للہ، ہر طریقے سے پرسکون زندگی گزار رہا ہوں۔ اور اس میں کامیاب بھی ہوں۔

ریٹائرمنٹ کے بعد کوئی بھی فیصلہ کرنا، انسان کے اپنے ہاتھ میں ہے۔ آپ گھٹ گھٹ کر مرنا چاہتے ہیں۔ خدا کے عطا کیے وقت کو ضائع کرنا چاہتے ہیں۔ خوبیوں اور تجربہ سے کنارہ کشی کرنا چاہتے ہیں۔ تو یہ سو فیصد آپ کا ذاتی فیصلہ ہے۔ مگر یہ ہرگز ہرگز مناسب روئی نہیں ہوگا۔ اگر آپ کو گریجوٹی میں کم پیسے ملے ہیں۔ تو حد درجہ مختصر کاروبار شروع کر دیں۔ چھوٹا سا ڈیپارٹمنٹل سٹور کھول لیں۔ فروٹ کی دکان کھول لیں۔ کوئی کام بھی حقیر نہیں ہے۔ لاہور کے بڑے بڑے ڈیپارٹمنٹل سٹور، چھوٹی چھوٹی کریانوں کی دکانوں سے شروع ہوئے ہیں۔ جی ہاں! محلوں کی نیاری کی بھیوں سے۔ بہر حال یہ آپ کا ذاتی فیصلہ ہے کہ کون سے کاروبار کا میلان ہے۔ قدم بڑھائیے۔ ہمت کیجئے۔ قدرت آپ کی مدد کرنے کے لئے تیار پڑھی ہے۔ گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ سوچ سمجھ کر کاروباری قدم اٹھانے والا بھی بھی ناکام نہیں ہوتا۔ اللہ کی مدد ہمت والے کے ساتھ وابستہ ہوتی ہے۔ ناماہیدی کی تو خیر کوئی بات ہی نہیں۔ سارا دن لوگ آپ کونا کامی سے ڈراتے ہیں۔ مگر اس کے برعکس، آپ ان افراد کو پر کھیے، دیکھیے، ملیے، جنہوں نے محنت کے بل بوتے پر معاشری ترقی کی ہے۔ زندگی میں انقلاب آئے گا۔ بڑے بڑے صنعتی گروپ، حد درجہ معمولی سطح سے شروع ہوئے ہیں۔ لائل پور میں آج کھرب پتی ٹیکسٹائل ملوں کے مالکوں کے ماضی سے سیکھیے۔ ان کی واضح اکثریت، سائیکلوں کے کیریئر پر تھان رکھ کر محلے محلے فروخت کرتی تھی۔ اس میں کسی قسم کی کوئی قباحت بھی نہیں۔ آج ان دہاڑی داروں کی صنعتی ایکپارزی ہیں۔ خدار اریٹائرمنٹ کو زندگی کا خاتمه ناگردا نیے۔ اسے نی اور بہتر زندگی کی شروعات بنائیے۔ منفی سوچ کو کھرچ کر نکال لیجئے۔ اپنے آپ کو میدان عمل میں رکھیے۔ زندگی بہتر سے بہتر ہو جائے گی۔ ہاں، ایک اور نکتہ بھول جائیے کہ آپ کبھی سرکار کے اعلیٰ عہدے کے ملازم تھے۔ اب معمولی سے معمولی کام میں بھی کوئی خفت نہ محسوس کریں۔ انتظامیہ کے ایک سینئر افسر نے بتایا کہ اس نے ایک چھوٹا سا پیروں پپ لگایا تھا۔ پھر اس پمپ پر خوبی پھنسنا شروع کیا۔ منافع دو گناہو گیا۔ آج اس کے پانچ سے چھ پیروں پمپ ہیں۔ بڑی بہترین زندگی گزار رہا ہے۔ اس ریٹائرڈ افسر نے ایک لمحے کے لئے بھی نہیں سوچا کہ ایک معمولی سے پیروں پمپ پر بھنسنا، اس کی سابقہ سرکاری حیثیت کے منافی ہے۔ ایک منٹ کے لئے بھی پرانے عہدہ کو ہن پر حاوی نہیں کیا۔ نتیجہ حد درجہ شاندار نکلا۔ بتانے لگا کہ ریٹائرمنٹ کے بعد اس کی صحبت بہتر ہو گئی ہے۔ ہفتہ میں تین چار دن ورزش کرتا ہوں۔ اور ٹھیک دس بجے رات کو سوچتا ہوں۔

گزارش سادہ ہی ہے۔ ریٹائرمنٹ کو اپنی طاقت بنائیے۔ اس سے گھبرائے ملت۔ ہرگز ہرگز ملت سوچیے کہ سرکاری زندگی کے اختتام کے بعد کسی کام کے نہیں رہے۔ صاحبان! جو تجربہ کی دولت آپ کی مٹھی میں ہے۔ اسے کاروبار کر کے سونے کی ڈلی میں تبدیل کر دیں۔ کون کہتا ہے کہ ریٹائرمنٹ کے بعد کوئی مسئلہ ہوتا ہے؟ یہ تو آپ کے کامیاب مستقبل کی خوبصورت سیڑھی ہے۔ اس سیڑھی پر بے خوف چڑھیے۔ زندگی بدلتے گی!